جی چاہتا ہے نقشِ قدم چومتے چلیں

جنرل جوہر دودائیفؒ

خان یاسر

امی، ابّی اور دادا کے نام

جن سے میں نے سیکھا کہ
عظیم شخصیات
آسمان سے نہیں اترتیں
بلکہ
زمین پر پیدا ہوتی ہیں،
زمین سے وابستہ ہوتی ہیں؛
اور یہ کہ
ہر بچہ
اگر 'چاہے'
تو 'بڑا' آدمی بن سکتا ہے...

کیا مقابلہ اس طرح ایک اجالے نے
غرور ٹوٹ گیا رات کی سیاہی کا

”9 جنوری 1995 کو روسی فوجیں اپنے جنگی طیاروں اور بھاری ٹینکوں کے ساتھ حرکت میں آگئیں اور غروزنی پر سخت حملے کیے لیکن دوسری طرف مجاہدین نے پوری شجاعت وفراست کے ساتھ ان حملوں کا جواب دیا اور میدان مارلیا، سیکڑوں روسی فوجیوں کو گرفتار کیا تیرہ ہزار سے زائد روسی فوجیوں کو قتل کردیا گیا روسی فوج کے بھاری جنگی ساز وسامان پر بھی ان کا قبضہ ہوگیا اسی طرح انھوں نے روس کے کئی جنگی جہازوں کو بھی مار گرایا۔

چیچنیا کے مجاہدین کی شجاعت اور دینی حمیت نے روس کو پاگل کردیا، پے در پے ناکامیوں کے بعد روسی فوجوں نے تمام تر انسانی واخلاقی قدروں کو پامال کرتے ہوئے عام مسلمانوں کو قتل کرنے کا سلسلہ شروع کردیا، کھیتوں کو جلانا، دیہاتوں اور قصبات پر بمباری کرنا شروع کردیا، بین الاقوامی سطح پر ممنوع کیمیاوی اسلحہ کا بھی استعمال کیا اس طرح کے غیر انسانی مجرمانہ ووحشیانہ کارروائیوں کے نتیجے میں ہزاروں معصوم شہریوں کی جانیں تلف ہوئیں جن میں مرد، عورت، بچے بوڑھے سبھی شامل تھے۔ عیسائیت نواز مغربی ممالک اور بین الاقوامی اداروں نے مسلمانوں کے ساتھ ہونے والی اس کھلی زیادتی اور انسانیت سوز مظالم کے خلاف کوئی آواز نہیں بلند کی بلکہ مسلمانوں کے خلاف ہونے والی تباہی و بربادی و ہلاکت وخونریزی کا تماشہ دیکھتے رہے اور یہ کہتے ہوئے اپنا دامن چھڑالیا کہ یہ تو روس کا داخلی معاملہ ہے اور بین الاقوامی برادری اس میں کوئی دخل اندازی نہیں کرسکتی ہے۔[۳۶]“

(ڈاکٹر سید محمد یونس)

جنزل جوہر دودائیف

پیدائش، بچپن اور کریئر: جنزل جوہر دودائیف نے فروری 1944 کو قزاخستان میں آنکھیں کھولیں۔ ہوش سنبھالتے ہی سوویت فوجوں کا اپنے خاندان، اپنے جلاوطن ہم وطنوں (چیچن عوام) پر ہوتے ہوئے ظلم وستم کا مشاہدہ کیا۔ عمر کے اول 13 سال انھوں نے جلاوطنی میں بسر کیے۔ اس ظلم پر وہ دل ہی دل کڑھتے۔ ان کی شدید خواہش تھی کہ بڑے ہوکر وہ اس ظلم وستم کا مداوا کرسکیں۔ سوویت روس نے ان کے زمانے تک تقریباً تمام ہی مساجد ومدارس کو مسمار کردیا تھا۔ چند ایک خفیہ تعلیمی مراکز جاری تھے جہاں سے جدید تعلیم کا حصول ناممکن تھا۔ بڑی مشکل سے چند ایونگ اسکولوں میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد دودائیف نے سوویت اسکولوں میں پڑھنا شروع کیا۔ دین دھرم سے نا آشنا ان اسکولوں میں بھی اپنی ذہانت وفراست کے سبب وہ ہمیشہ امتیازی نمبرات سے کامیاب ہوئے؛ اس کے بعد ایک سوویت ملٹری کالج میں داخلہ لیا جہاں سے 1966 میں فوجی ہوابازی میں انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کی، اس کے بعد اس میدان میں جورجیا اکادمی سے مزید اختصاص اور مہارت کے ساتھ تعلیم اور ٹریننگ مکمل کی۔ انھوں نے اس میدان میں ایسی مہارت حاصل کی کہ روسی حکمرانوں نے ان کو Estonia میں اسٹریٹجک ایئرفورس کا میجر جنزل بنادیا۔ خیال رہے کہ اس وقت روسی فوج دنیا کی دو عظیم فوجوں میں سے ایک تھی اور جنزل جوہر کی عمر صرف 36 سال تھی۔

روسی حکام یہ سمجھتے تھے کہ جنزل جوہر بچپن سے کمیونسٹ ماحول میں پرورش پانے کے بعد اپنے ملی تشخص کو کھو چکے ہیں لیکن ایسا سوچنا ہی ان کی سب سے بڑی بھول تھی۔ وقت کے فرعونوں کو معلوم ہی نہیں تھا کہ جس کی پرورش انھوں نے اپنے ہی محلات میں کی ہے وہ آگے جاکر کیا گل کھلانے والا ہے۔

جنگ آزادی: Estonia میں تقرری کے دوران دودائیف نے جرنیلوں کے کئی ظالمانہ احکام،

مثال کے طور پر شہری آبادی پر وحشیانہ بمباری، پارلیامنٹ اور ٹی وی سینٹرز کی ناکہ بندی، وغیرہ نہیں مانے۔ اسی وجہ سے اعلی حکام سے کچھ خفگی بھی ہوگئی لہذا 1990 میں دودائیف ملازمت سے مستعفی ہوگئے۔ جنرل دودائیف سے کبھی چیچن عوام پر روسی افواج کے ذریعے کیے جانے والے ظالمانہ اقدام کی یادیں بھلائی نہ گئیں۔ چیچنیا کے عوام کے لیے ان کے رگ وپے میں ہمدردی، محبت وتعاون کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ استعفیٰ کے بعد چین سے زندگی کے بقیہ ایام کاٹنے کے بجائے انھوں نے چیچنیا کے خطرناک ماحول میں سکونت اختیار کرنے کو ترجیح دی۔ وہ آل نیشنل کانگریس آف چیچن پیپل کے صدر بنائے گئے جس کا مقصد چیچنیا کی خود مختاری (بلکہ خدا مختاری) تھا۔ سوویت یونین کے 1991 میں بکھر جانے کے بعد ان کی پارٹی کے سرفروش ارکان نے غروزنی کے اسٹریٹجک مقامات پر قبضہ کرلیا اور ایک آزاد اسلامی مملکت کے قیام کا اعلان کردیا۔ اکتوبر 1991 کے ریفرنڈم میں 80 فیصد عوام کی تائید سے جنرل دودائیف آزاد چیچنیا کے پہلے صدر منتخب ہوئے۔ روس نے چیچنیا کی آزادی اور ان انتخابات کو تسلیم نہیں کیا۔ روسی صدر بورس یلتسن نے چیچنیا کی اس جرأت پر دو ہزار فوجی چیچنیا میں اتار دیے۔ صدر مملکت دودائیف نے بنفس نفیس جوابی فوجی کارروائی کی قیادت کی اور روسی افواج کو چیچنیا سے کھدیڑ دیا۔ چیچن مجاہدین نے کئی روسی فوجیوں کو قید کرلیا اور باقی پیٹھ دکھا کر فرار ہوگئے۔

اس ہزیمت کے بعد چیچنیا کا بائیکاٹ کیا گیا تاکہ غذائی قلت کی وجہ سے وہ گھٹنے ٹیک دیں لیکن داخلی وسائل کا صدر جنرل دودائیف نے اس حسن وخوبی اور کفایت شعاری سے استعمال کیا کہ دشمن کی ساری چالیں دھری کی دھری رہ گئیں۔ روس نے پھر چیچنیا کے اس گروپ کی مدد کرنے کی ٹھانی جو دودائیف اور اسلام کا مخالف تھا اور اپنی سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے چیچنیا سے انگشتیوں کو توڑ لیا۔ انگشتیا نے روسی فیڈریشن میں شامل ہوکر چیچنیا کو کمزور کردیا، باوجود اس کے چیچنیا نے 1993 میں آزادی کا مکرر اعلان کرکے اپنے عزم کا اظہار کیا۔ اس دوران صدر دودائیف کو مسند اقتدار سے ہٹانے کی بھی کوششیں ہوئیں لیکن ناکام رہیں۔

تنگ آکر 26 نومبر 1994 کو جدید ترین اسلحہ جات اور 60 بھاری ٹینکوں کے ساتھ روس چیچنیا پر پھر حملہ آور ہوا۔ صدر دودائیف نے ایک بار پھر مجاہدانہ بصیرت اور جوش وحمیت کا ثبوت دیا اور اسلامی

فوجوں کی کچھ اس ڈھنگ سے صف بندی کہ دشمن کی ٹکنالوجی اس کے کچھ کام نہ آئی، الٹے ان کے 25 ٹینک مجاہدین کے قبضے میں آگئے۔ روس بھی جلدی ہار ماننے والوں میں سے نہ تھا، آخر بین الاقوامی برادری میں اس کی ساکھ کا سوال تھا۔ اس بار روس نے آر پار کی لڑائی کا اعلان کیا اور اپنی ایرفورس پر گھمنڈ کرتے ہوئے دعویٰ کیا کہ دو گھنٹے کے اندر اندر چیچن دارالحکومت غروزنی پر روسی پرچم لہرا دیا جائے گا۔ لیکن یہ تیز وطرار حملے بھی ناکام ہوئے، متعدد جہازوں کو مجاہدین نے مار گرایا۔ ستر سے زیادہ روسی افسران کو قیدی بنالیا۔ جنرل دودائیف نے ایک غضب یہ ڈھایا کہ قیدیوں کے نام پتے اور روسی فوج میں ان کے درجے وغیرہ کا چیچن میڈیا کے ذریعہ مکمل دنیا میں پرچار کروایا جس سے عالمی برادری میں روس کو کافی خفت اٹھانی پڑی، خود روسی عوام بھی روسی حکومت کے خلاف ہوگئی اور حکومت کو جنرل دودائیف سے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے بھیک مانگنی پڑی۔ قیدی تو رہا ہوئے لیکن جنرل دودائیف نے روسیوں سے وعدہ لے لیا کہ وہ اب چیچنیا کے معاملات میں مداخلت سے باز آئیں گے۔

ازل سے آج تک باطل نے ایفاءِ عہد کی کوئی مثال قائم نہیں کی، اس سنت کو ایک بار پھر تازہ کرتے ہوئے روس نے چند ہی مہینوں میں چیچنیا پر تین طرف سے حملہ کیا اور اپنی پوری فوجی طاقت جھونک دی۔ اسّی ہزار فوج، ایک ہزار ٹینک مگر سب مجاہدین کے عزائم سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگیا۔ لڑائی میں تیرہ ہزار فوجی مارے گئے، بیشتر جنگی ساز وسامان ضائع ہوا۔

اللہ کی نصرت، مجاہدین کی شجاعت، اور جنرل دودائیف کی مایہ ناز قیادت کے نتیجے میں ملیں ان پے در پے شکستوں کے بعد روس اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا۔ اب اس کا نشانہ چیچن فوج نہیں بلکہ چیچن عوام بن گئے۔ شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں اندھا دھند میزائل برسائے گئے، کھیت جلائے گئے، ممنوعہ کیمیائی اسلحہ جات کا بھی بے دریغ استعمال کیا گیا۔ جنرل دودائیف کے رہائشی ٹھکانوں پر بمباری کی گئی۔ دارالحکومت غزونی کو راکھ کر دیا گیا۔ چیچن فوج بکھر چکی تھی لیکن جنرل دودائیف نے انھیں ایک بار پھر جمع کیا اور نئے سرے سے گوریلا مزاحمت شروع کی۔

شھادت: ایسی یورش کے باوجود مجاہدین روس کے لیے ایک ناقابل تسخیر قوت ثابت ہو رہے تھے۔ ان قوتوں کا سرچشمہ اللہ اور آخرت پر یقین تھا لیکن روسی حکام بھلا اس سرچشمے کی کنہ تک کیسے پہنچ سکتے تھے ان کی مادہ پرست نگاہوں نے جنرل دودائیف کو چیچن مجاہدین کی قوت اور اتحاد کا سرچشمہ سمجھ لیا۔

جنرل جوہر دودائیف ان کی نگاہوں میں کانٹے کی طرح کھٹکنے لگے۔ روس کو یہ صاف لگنے لگا کہ ان کے زندہ رہتے چیچنیا پر قبضہ ایک خواب ہے جو کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا۔ آخر وہی چیچن دفاع کے اہم ستون تھے وہی روسی افواج کی اندرونی کمزوریوں سے واقف تھے۔ ان کی جان لینے کی کئی کوششیں ناکام بنادی گئیں لیکن کب تک؟ بالآخر روس کی دیرینہ خواہش پوری ہوئی۔ جنرل دودائیف کے ایک سٹیلائٹ فون کال کوٹریس کر کے ان کے متوقع مقام کا پتہ چلایا گیا۔ 21 اپریل 1996 کی شب کوروس کی فضائیہ نے ان کے ٹھکانے پر زبردست بمباری کی۔ اس بمباری کے نتیجے میں بلاد قفقاز کے اس مایہ ناز سپوت اور قائد صدر جنرل جوہر دودائیف نے جام شہادت نوش کرلیا۔ لیکن مزاحمت اب بھی جاری ہے۔ روس کی پوری فوجی طاقت چیچن کی چھوٹی سی ریاست میں موجود انگلیوں پر گنے جانے لائق جواں مردوں کے عزائم کا سامنا نہیں کر پا رہی ہے، وہ جنگ جو روس دو گھنٹے میں ختم کرنے کا عزم رکھتا تھا آج پچیسوں سال سے جاری ہے اور انشاء اللہ اس میں مجاہدین سرخرو ہوں گے۔ اگر باطل کے کان مجاہدین کی اس پکار کو آج ہی سن لیں تو اس میں ان کی ہی خیر اور بھلائی ہے۔

مقتل سجاؤ تم کہ صلیبیں کھڑی کرو
یہ انقلاب وقت ہے روکا نہ جائے گا

حوالہ جات اقتباسات

۱) مولانا محمد قاسم نانوتویؒ: حیات اور کارنامے، مولانا اسیر ادروی۔ صفحہ 10-206

۲) بحوالہ رنیساں ڈاٹ کام:www.renaissance.com.pk/julletwf94.html

۳) بحوالہ افغان ویکی ڈاٹ کام:

www.afghanwiki.com/en/index.php?title=Sayed_Jamaluddin_Afghani#Allama_Mohammad_Iqbal_on_Afghani

۴) حضرت شیخ الہندؒ: حیات اور کارنامے، مولانا اسیر ادروی۔ صفحہ 304

۵) الجزیہ، مقالاتِ شبلی جلد اول، مولانا شبلی نعمانیؒ۔ صفحہ 31-225

۶) تفسیر قرآن کے اصول، علامہ حمید الدین فراہیؒ (ترتیب و ترجمہ: خالد مسعود)۔ صفحہ 2-30

۷) ترکی کا مردِ مجاہد، ثروت صولت۔ صفحہ 7-136

۸) اقبالِ کامل، مولانا عبدالسلام ندویؒ۔ صفحہ 300-299

۹) مولانا محمد علیؒ کی یاد میں، سید صباح الدین عبدالرحمن۔ صفحہ 3-162

۱۰) غازیانِ صف شکن، آبادشاہ پوری۔ صفحہ 224-223

۱۱) اسوۂ صحابہ حصہ اول، عبدالسلام ندویؒ۔ صفحہ 20

۱۲) شذراتِ سلیمانی حصہ اول، سید سلیمان ندویؒ۔ صفحہ 3-2

۱۳) حضرت مولوی محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت، مولوی سید ابوالحسن علی ندویؒ۔ صفحہ 169

۱۴) قول فیصل، ابوالکلام آزادؒ۔ صفحہ 9-108

۱۵) بحوالہ بک ریگس ڈاٹ کام:/www.bookrags.com/biography/abd-al-hamid-ben-badis

۱۶) آپ بیتی، مولانا عبدالماجد دریابادیؒ۔ صفحہ 11-310

Islam at the crossroads, Muhammad Asad. p. 90-91 (۱۷

۱۸) تحریک اسلامی کے پچاس سال (سہ روزہ دعوت خصوصی شمارہ)، 7 نومبر 1991: صفحہ 9-8

۱۹) شیدائے قرآن مولانا اختر احسن اصلاحیؒ، محمد عنایت اللہ اسد سبحانی۔ صفحہ 55-54

۲۰) دعوت دین اور اس کا طریقہ کار، مولانا امین احسن اصلاحیؒ۔ صفحہ 6-65

۲۱) بحوالہ وکی پیڈیا: en.wikipedia.org/wiki/Faisal_of_Saudi_Arabia

۲۲) ایضاً

۲۳) حسن البنا شہیدؒ: ایک مطالعہ، (مرتب: عبدالغفار عزیز، سلیم منصور خالد)۔ صفحہ 65

۲۴) حسن البنا شہیدؒ: ایک مطالعہ، (مرتب: عبدالغفار عزیز، سلیم منصور خالد)۔ صفحہ 90

۲۵) حسن البنا شہیدؒ: ایک مطالعہ، (مرتب: عبدالغفار عزیز، سلیم منصور خالد)۔ صفحہ 222

۲۶) حسن البنا شہیدؒ: ایک مطالعہ، (مرتب: عبدالغفار عزیز، سلیم منصور خالد)۔ صفحہ 150

۲۷) یادوں کی امانت، عمر تلمسانیؒ (ترجمہ: حافظ محمد ادریس)۔ صفحہ 245

۲۸) زنداں کے شب و روز، زینب الغزالیؒ (ترجمہ: خلیل احمد حامدی)۔ صفحہ 46

۲۹) یادوں کی امانت، عمر تلمسانیؒ (ترجمہ: حافظ محمد ادریس)۔ صفحہ 293

۳۰) اسلام اور مغرب کی کشمکش، سید قطب شہیدؒ (ترجمہ: ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی)۔ صفحہ 149

۳۱) ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ: مجدد علوم سیرت، مرتب: غطریف شہباز ندوی۔ صفحہ 7-25

۳۲) عالم اسلام کی عالمی شخصیات، شیخ عبداللہ العقیل (ترجمہ: مولانا رئیس احمد فلاحی)۔ صفحہ 6-55

۳۳) بحوالہ فتوی آن لائن ڈاٹ کام: www.fatwa-online.com/treat-everyone-equally/

۳۴) مولانا مسعود عالم ندویؒ: حیات اور کارنامے، ڈاکٹر عبدالحمید فاضلی۔ صفحہ 199

۳۵) مولانا ابواللیث اصلاحی ندویؒ: شخصیت کے چند نمایاں پہلو، سلطان احمد اصلاحیؒ۔ صفحہ 63-61

۳۶) وادیٔ نیل کا قافلۂ سخت جاں، محمد حامد ابوالنصرؒ (ترجمہ: حافظ محمد ادریس)۔ صفحہ 8-247

۳۷) خطبات مفکر اسلام جلد اول، مرتب: مولانا محمد کاظم ندوی۔ صفحہ 3-322

۳۸) سیرت النبیؐ، ڈاکٹر مصطفیٰ سباعیؒ (ترجمہ: مزمل حسین فلاحی)۔ صفحہ 47

۳۹) دین کا قرآنی تصور، مولانا صدرالدین اصلاحیؒ۔ صفحہ 60-259

۴۰) آسان کہانیاں، افضل حسینؒ۔ صفحہ 3-6

۴۱) Is the Bible God's word?, Ahmed Deedat, p. 17-9

۴۲) اسلام اور مشرق و مغرب کی تہذیبی کشمکش، علی عزت بیگووچ (ترجمہ: محمد ایوب منیر)۔ صفحہ 395

۴۳) بحوالہ تہران ٹائمز ڈاٹ کام:

www.tehrantimes.com/news/236522/Former-Turkish-prime-minister-Erbakan-dies

۴۴) خرم مرادؒ: حیات و خدمات (ماہنامہ آئین لاہور خصوصی شمارہ)، اکتوبر 1997، صفحہ 111

۴۵) فلسطین کا معذور مجاہد، غطریف شہباز ندوی۔ صفحہ 5-114

۴۶) چیچنیا میں اسلام اور مسلمان، ڈاکٹر سید محمد یونس (ترجمہ: ڈاکٹر محمد سمیع اختر)۔ صفحہ 5-104